DOWNLOAD PDF

افادات: حضرت مولانا مفتی محمد جمال الدین صاحب قاسمی دامت برکاتہم نائب شیخ الحدیث وصدر مفتی دار العلوم حیدرآباد ضبط وترتیب: محمد عبد العلیم قاسمی (جمادی الاولی ۱۴۴۵ھ)

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ نؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور أنفسنا وسیئات أعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلاھادي لہ ونشہد أن لاإلہ إلا اللہ وحدہ لاشریک لہ ونشہد أن سیدنا ونبینا محمداعبدہ ورسولہ، أما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم: وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ. (البقرۃ: 48)

میرے محترم بزرگو اور دینی بھائیو ! ابھی جس آیت کریمہ کی تلاوت کی گئی ہے وہ درحقیقت ایک خاص پس منظر میں نازل ہوئی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ ہجرت کرکے تشریف لے گئے تو بحکم خداوندی بیت المقدس کی جانب رخ کرکے نماز پڑھنے لگے، یہ سلسلہ سولہ یا سترہ مہینوں تک جاری رہا؛ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دلی خواہش تھی کہ بیت اللہ کی جانب رخ کرکے نماز پڑھنے کی اجازت ملے، یہ خواہش اس لیے تھی کہ بیت اللہ ملت ابراہیمی کی نشانی و یادگار تھا، حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام نے طوفان نوح کے بعد اس کی تعمیر فرمائی تھی، اسی خواہش کی بنا پر آپ کی نگاہیں نماز میں بھی آسمان کی جانب اٹھتی تھیں، بالآخر ایک دن اللہ تعالی کی جانب سے حکم آہی گیا کہ اب سے اہل اسلام کا قبلہ بیت اللہ کو متعین کیا جاتا ہے، اس حکم کے آتے ہی مخالفین نے کافی کچھ کہنا سنانا شروع کردیا اور پروپیگنڈہ کیا کہ سارے انبیاء کا قبلہ بیت المقدس تھا، اس نبی نے ان سب کی مخالفت کرتے ہوئے بیت اللہ کو قبلہ بنالیا، اور اگر بیت المقدس غلط قبلہ تھا تو اتنا لمبا عرصہ اس جانب رخ کرکے کیوں نماز پڑھ رہے تھے، حالاں کہ ظاہر ہے کہ یہ سب اللہ کے حکم سے ہورہا تھا، پہلے اللہ کا حکم بیت المقدس کو قبلہ بنانے کا تھا تو اس کو قبلہ بنایا گیا، اور بعد میں بیت اللہ کو قبلہ بنانے کا حکم آیا تو اس پر عمل آوری کی گئی، بندہ کسی قبلہ کا پابند نہیں بلکہ وہ اللہ تعالی کے حکم کا تابع ہے۔

بحث ومباحثہ کے بجائے عملی زندگی کی تعمیر

لیکن جب یہود نے زبردست پروپیگنڈہ چلانا شروع کیا اور مسلمانوں سے الجھنے لگے تو یہ آیت نازل ہوئی:

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ (البقرۃ: 148)

اور ہر گروہ کی ایک سمت ہے جس کی طرف وہ رخ کرتا ہے؛ لہذا تم نیک کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ تم جہاں بھی ہوگے اللہ تم سب کو (اپنے پاس) لے آئے گا۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (آسان ترجمۂ قرآن مفتی محمد تقی عثمانی) لوگ قبلے کی تبدیلی پر اعتراض کررہے تھے ان پر حجت تمام کرنے کے بعد مسلمانوں کو یہ ہدایت دی جارہی ہے کہ ہر مذہب

کے لوگوں نے اپنے اپنے قبلے الگ الگ بنا رکھے ہیں اور تمہارے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ اس دنیا میں ان کو کسی ایک قبلے پر جمع کر سکو، لہذا اب ان لوگوں سے قبلے کی بحث میں پڑنے کے بجائے تمہیں اپنے کام میں لگ جانا چاہیے اور وہ یہ ہے کہ اپنے نامہ اعمال میں زیادہ سے زیادہ نیکیوں کا اضافہ کرو اور اس کام میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرو، آخری انجام یہ ہوگا کہ تمام مذہبوں والوں کو اللہ تعالیٰ اپنے پاس بلائے گا اور اس وقت ان سب کی ترکی تمام ہوجائے گی وہاں سب کا قبلہ ایک ہی ہوجائے گا، کیونکہ سب اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

دین میں مسابقت کا جذبہ

یہ اسلام کا امتیاز ہے، اسلام عبادات میں بھی مسابقہ کا تصور دیتا ہے، ایک شخص پنج وقتہ نماز باجماعت ادا کر رہا ہے، تو دوسرا اس کو دیکھ کر یہ کوشش کرے کہ میں تکبیر اولی کے ساتھ پڑھوں گا، تیسرا یہ کوشش کرے کہ میں پہلی صف میں امام کے قریب نماز پڑھوں گا، چوتھا یہ کوشش کرے کہ میں فرائض کے ساتھ سنن بھی پڑھوں گا، غرض اس طرح ایک ایک عبادت آگے بڑھنے کے جذبے کے ساتھ اپنی زندگی میں لانا چاہیے، آج ہمارا مزاج دنیوی چیزوں میں مسابقے کا ہے، کسی کی عمدہ گاڑی دیکھ کر ہمارے دل میں بھی اس کی خواہش پیدا ہونے لگتی ہے، کسی کا عمدہ مکان دیکھ کر ہم بھی اس جیسا مکان ہونے کی تمنا کرنے لگتے ہیں، کسی کے اعلی معیارِ زندگی دیکھ کر ہم بھی اس کے مطابق بننا چاہتے ہیں، شریعت نے اس کو پسند نہیں کیا ہے، شریعت کی نظر میں اس دنیا کی کوئی حقیقت نہیں ہے، اس لیے شریعت مؤمن سے یہی مطالبہ کرتی ہے کہ وہ عبادات میں آگے بڑھے۔

صحابہ کا جذبۂ مسابقت فی الدین

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ تنگ دست مہاجر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گزارش کی: بلند درجے اور دائمی نعمت تو زیادہ مال والے لوگ لے گئے! آپ ﷺ نے پوچھا: ''وہ کیسے؟'' انھوں نے کہا: وہ اسی طرح نمازیں پڑھتے ہیں جس طرح ہم پڑھتے ہیں، وہ اسی طرح روزے رکھتے ہیں جیسے ہم رکھتے ہیں اور وہ صدقہ کرتے ہیں جبکہ ہم صدقہ نہیں کرسکتے، وہ (بندھے ہوؤں اور غلاموں کو) آزاد کرتے ہیں جبکہ ہم آزاد نہیں کرسکتے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو کیا پھر میں تمھیں ایسی چیز نہ سکھاؤں جس سے تم ان لوگوں کو پالو گے جو تم سے سبقت لے گئے ہیں اور اس کے ذریعے سے ان سے بھی سبقت لے جاؤ گے جو تم سے بعد (آنے والے) ہیں؟ اور تم سے وہی افضل ہوگا جو تمھاری طرح عمل کرے گا۔'' انھوں نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ! (ضرور بتائیں) آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ہر نماز کے بعد تینتیس (33) مرتبہ تسبیح، تکبیر اور تحمید (سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ) کا ورد کیا کرو'' ابو صالح نے کہا: فقرائے مہاجرین دوبارہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے: ہمارے مالدار بھائیوں نے بھی جو ہم کرتے ہیں اس کے بارے میں سن لیا ہے اور اسی طرح عمل کرنا

شروع کردیا ہے (وہ بھی تسبیح، تکبیر اور تحمید کرنے لگے ہیں) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عنایت فرمادے۔ (مسلم، حدیث نمبر: ۵۹۵)

نبی کریم ﷺ کا جذبہ مسابقت

اسلام کی سب سے پہلی لڑائی غزوۂ بدر میں سواریوں کی قلت تھی، اتنی قلت کہ ایک اونٹ پر کئی لوگ باری باری سوار ہوا کرتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک اونٹ میں حضرت علی اور حضرت ابولبابہ تھے، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اترنے کی باری آئی تو ان دو صحابہ نے عرض کیا: حضور! آپ سوار ہی رہیں، ہم پیدل چل لیں گے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت جو جواب ارشاد فرمایا وہ ہم سب کے لیے مشعل راہ ہے اور دین وتقوی کے سب سے اعلی معیار پر فائز ہونے کے باوجود خیر کے کاموں میں اور ثواب کے حصول میں آپ کے جذبۂ سبقت کو واضح کرتا ہے، آپ نے فرمایا:

ماأنتما بأقوى منّي، ولاأنا بأغنى عن الأجر منكما۔

کہ تم دونوں مجھ سے طاقتور نہیں ہو کہ پورا راستہ پیدل چل سکو؛ بلکہ مجھ میں زیادہ طاقت ہے (واقعی ہر نبی جسمانی لحاظ سے بھی طاقتور ہوتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنتی مردوں کے مقابلہ میں چالیس انسان کی قوت دی گئی تھی، (بخاری) اور جنت میں ایک مرد کو دنیا کے انسان کے مقابلے میں ایک سو ہوگی، (فتح الباری) گویا حضور ﷺ کے اندر چار ہزار انسانوں کی قوت تھی، اور اسی لیے آپ تو صوم وصال رکھا کرتے تھے؛ لیکن صحابہ کو اس سے منع کردیا تھا۔) اور جس طرح تم دونوں ثواب حاصل کرنے کی کوشش کررہے ہو مجھے بھی ثواب کی حاجت ہے۔ یہ ایک نبی کا جذبہ ہے جس کے سارے گناہ معاف ہیں، جس کے لیے سب سے بلند واعلی ٹھکانہ مقرر ہے، ہمیں بھی چاہیے کہ اپنے اندر مسابقت فی الدین کا جذبہ پیدا کریں، جب یہ جذبہ پیدا ہوگا تو دین کے ایک ایک جزئیہ پر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت پر عمل کرنا ہمارے لیے آسان ہوجائے گا، اعمال صالحہ کی کمی وقلت کو علاماتِ قیامت میں سے شمار کیا گیا ہے، یہ کمی ہمارے اندر در نہ آئے؛ بلکہ ہمارے اعمال صالحہ میں — خواہ ان اعمال کا تعلق عبادات سے ہو یا معاملات سے معاشرت سے یا اخلاق سے — روز بروز اضافہ ہوتا رہے، اللہ تعالی توفیق عمل نصیب فرمائے، آمین۔

👇🔻👇🔻👇🔻👇

www.MSuffah.com

https://telegram.me/MSuffah

https://youtube.com/@msuffah

▬▭▭▭▭▭▭▭▭▭▬

⊳ ❍ ⎙ ♡

lɪke commentsave share

PREVIOUS ←

نئے سال کی آمد اور سال گزشتہ کا محاسبہ خطاب جمعہ 64

Related Posts

Khitabe Jumua 28

By مکتب الصفہ / خطاب جمعہ / Leave a Comment

Khitabe Jumua 29 Vote

By مکتب الصفہ / خطاب جمعہ / Leave a Comment

Leave a Comment

Logged in as مکتب الصفہ. Edit your profile. Log out? ضروری خانوں کو * سے نشان زد کیا گیا ہے